



ہدایہ اشرف و قایم اور کنز و قدوری کے طلبہ کے لیے
ایک نادر تحفہ

الْقَوْلُ الْمُحِلُّ لِعُقْدَةِ الطَّهْرِ الْمُتَحِلِّلِ

(یعنی)

مسئلہ طہر متحلل کی گرہ کشا تحریر

جمع و ترتیب:

محمد فاروق غفرلہ

مخادم التدريس

جامعہ دارالاحسان، ہارڈولی

سورت، گجرات



ہا یہ شریعت کا پہلا اور لازمی اصول ہے کہ اللہ کے لیے

ایک نادر تحفہ

الغزل المحرم فی عقدہ الظہر الملتحی

یعنی

مسئلہ

ظہر مخفی کی گریخت و سرور

پیر

مفتی محمد رفیع

دعوتِ اسلامی

toobaa-elibrary.blogspot.com

جامعہ دارالاحسان

دعوتِ اسلامی کی جامعہ دارالاحسان

مسئلہ طہر متخلل کی گرہ کشا تحریر

جمع و ترتیب: مفتی محمد فاروق صاحب

بشکریہ: عبدالحق موسیٰ

خصوصی تعاون: جناب خالد تنویر

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	تقریظ: حضرت مولانا قاضی صاحب، مظفر پوری	۴
۲	تقریظ: حضرت مولانا بابائی و مہتمم صاحب، بارڈولی	۶
۳	تقریظ: حضرت مولانا سلیم صاحب، ہریدار	۷
۴	حسن گفتنی	۹
۵	پیش لفظ	۱۱
۶	حیض کی لغوی و شرعی حقیقت	۱۲
۷	اسماء حیض	۱۳
۸	لفظ حیض کا استعمال	۱۴
۹	ابتداء حیض کب اور کیسے ہوئی	۱۵
۱۰	من ابتداء حیض	۱۷
۱۱	من انتہاء حیض	۱۹
۱۲	حیض اور استحاضہ کا لغوی فرق	۲۲
۱۳	لفظ حیض کے معروف اور لفظ استحاضہ کے مجہول.....	۲۳
۱۴	حیض و استحاضہ متحد المخرج ہیں یا مختلف	۲۴
۱۵	استحاضہ اصطلاح شرع میں	۲۷

۱۶	حالت خون	۳۰
۱۷	مختص کی پہلی صورت	۳۲
۱۸	مختص کی دوسری صورت	۳۳
۱۹	مختص کی تیسری صورت، مسئلہ طہر مختل	۳۵
۲۱	قول اول:- روایۃ ابی یوسف عن ابی حنیفۃ	۳۷
۲۲	قول ثانی:- روایۃ محمد عن ابی حنیفۃ	۳۹
۲۳	مذکورہ بالا دونوں روایتوں کا فرق	۴۲
۲۴	اب ہر ایک کی تفصیل حاصلوں سے حسب ذیل ہے۔	۴۴
۲۵	قول ثالث:- روایۃ ابن مبارک عن ابی حنیفۃ	۴۶
۲۶	مذکورہ اقوال ثلاثہ کا خلاصہ	۴۹
۲۷	قول رابع:- مذہب محمدؐ	۴۹
۲۸	مذکورہ اقوال اربعہ میں فرق کا خلاصہ	۵۲
۲۹	مدت حیض میں دو مجموعہ طہر کا اجتماع	۵۲
۳۰	قول ابو یزید کبیرؒ	۵۳
۳۱	قول ابو سہیل غزالیؒ	۵۴
۳۲	قول ثالث:- روایۃ حسن عن ابی حنیفۃ	۵۵

تقریظ

حضرت مولانا قاضی محمد قاسم صاحب زیدت معالیم
قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ، جھارکھنڈ

الحمد لله الذي قسم بنعمته و حسن توفيقه و قدرته الصالحات
والصلوة والسلام على سيد الكائنات وعلى اله واصحابه
وفرياته الطيبات۔

اما بعد! حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے فقہ کی حقیقت یہ بتائی ہے
کہ معرفۃ النفس مالہا وما علیہا۔ ہر شخص اس حقیقت کو اچھی طرح
جانے کہ کیا چیزیں اس کے لیے نفع کی ہیں اور کیا نقصان کی ہیں، جن کی
تفصیل فقہاء اسلام نے بیان کی ہے۔

فقہ اسلامی کا پہلا باب طہارت سے شروع ہوتا ہے، جس کے
ذیل میں نجاسات کا تفصیلی بیان موجود ہے، نیز قرآن کریم میں ”
یسئلونک عن المہیض، البقرۃ، آیت ۲۲۲“ کی آیت کے
ذیل میں بھی بہت سے احکام کا بیان ہے۔

حیض کے ذیل میں ایک اہم موضوع طہر متخلل کا ہے، یعنی

ایک خاتون خون دیکھے، پھر خون بند ہو جائے، پھر خون آئے، تو اس درمیانی خون کے تعلق سے کیا حکم ہے؟

اس موضوع پر مولانا مفتی محمد قاروق صاحب (استاد دارالاحسان، بارڈولی) نے فقہاء کے تمام اقوال کو جمع کر کے اس پیچیدہ مسئلہ کو آسان بنا کر پیش کیا ہے۔

حق تعالیٰ نے موصوف کو تحقیق و تخریج احادیث اور مسائل فقہیہ پر بصیرت عطا فرمائی ہے۔

اس رسالہ کو حق تعالیٰ قبول فرمائے اور مولانا کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

(حضرت) مولانا قاسم صاحب مظفر پوری
قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ، جھارکھنڈ
شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ سپول ضلع: ذریعہ، بہار، ہند



تقریظ

حضرت مولانا مفتی ابراہیم صاحب گیارہ حفظہ اللہ تعالیٰ و رعایہ
بانی و مہتمم جامعہ دارالاحسان، بارڈرولی، ضلع: سورت، گجرات

باسمہ تعالیٰ و عونہ

طہارت و نجاست کے باب میں طہر متخلل کا مسئلہ بہت ہی
اہمیت کا حامل ہے، اس کو پڑھتے پڑھاتے وقت معلم و متعلم دونوں
دشواری محسوس کرتے ہیں، ماشاء اللہ ہمارے رفیق فاضل حضرت مفتی
فاروق صاحب قاضی دامت برکاتہم نے بہت ہی مرتب اور سہل انداز
میں اس مسئلہ کو تحریر فرما کر پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے انتہائی آسانی
پیدا فرمادی ہے، اللہ رب العزت آپ کے اس کارنامہ کو شرف قبولیت
عطا فرما کر ذخیرہ آخرت بنائیں اور اس طرح کے اہم مسائل پر آپ
کا قلم رواں دواں رہے، یہی بارگاہ رب العزت میں ہمیشہ کے لیے عام
ہے۔

احقر الانام: ابراہیم غفنی عنہ

تقریظ

رفیق محترم مولانا مفتی محمد سلیم صاحب

خادم التدريس والافتاء مدرسه عربيه رحمانيه جامع مسجد روڑکی،

ضلع: ہریڈوار، اتراکھنڈ

جامہ اوصلیٰ و مسلما، اما بعد!

فقہ (قوانین اسلام) میں کسی قدر اختلاف ائمہ اور جزئیات اور پھر ہر امام کی اپنی رائے اور دلائل آراء ہیں، اہل نظر پر مخفی نہیں اور خاص طور سے وہ مسائل جن کا صرف عورتوں سے تعلق ہے، ان کا سمجھنا کتنا مشکل ہے، فقہ پڑھنے پڑھانے والے خوب جانتے ہیں، احقر بھی مدرسه عربیہ رحمانیہ روڑکی میں بارہ ۱۲ سال سے فقہ و فتاویٰ کی خدمت انجام دے رہا ہے، ہر سال شرح و قایہ پڑھاتے ہوئے ذہن میں خیال گذرتا تھا کہ کوئی صاحب علم و قلم خاص طور سے طہر منخل کے ثولیدہ مسئلے کو سلجھا دیتا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے میرے رفیق محترم مفتی محمد فاروق

صاحب زید مجدہ کو کہ انھوں نے " النقول المحلل لعقدة الطہر

المحلل " لکھ کر اس مسئلہ کو اس انداز سے سمجھایا ہے کہ کم استعداد کا

طالب علم بھی بہت آسانی سے طہر متخلل کی ساری شکلوں کو اتوال ائمہ اور
دلائل کے ساتھ سمجھ کر ضبط کر سکتا ہے۔

انشاء اللہ مفتی صاحب موصوف کا یہ رسالہ طہر متخلل جیسے مشکل
مسئلے کے سمجھنے میں بہت کار آمد ثابت ہوگا۔

فقط والسلام محمد سلیم

خادم التدريس والافتاء مدرسہ عربیہ رحمانیہ جامع مسجد روڑ کی،
ضلع: ہریدوار، اتراکھنڈ۔

(۱۴ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۲۰۱۲ء)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ خن گفنی ☆

جنس و استفاضہ کے احکام و مسائل کی معرفت ان اہم ترین امور میں سے ہے، جس پر چند احکام نہیں بلکہ طہارت، نماز، روزہ، اعتکاف، حج، بلوغ، طلاق، عدت، استبراء، جیسے بہم بالشان احکام مرتب ہوتے ہیں، لیکن ان احکام کی معرفت جس قدر اہم ہے اتنی ہی مشکل بھی، خصوصاً احکام تحییرہ اور ان سے متعلق جزئیات نے تو انسانوں کو بھی تحییر کر دیا ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر علماء محققین نے اس موضوع پر مستقل تصانیف کی ہیں۔ جیسا کہ صاحب البحر الرائق علامہ ابن نجیم مصریؒ فرماتے ہیں کہ امام محمد نے باضابطہ ایک کتاب تالیف فرمائی، اور بعض اکابر کی زبانی ممکن ہو کہ اس موضوع کی یہ سب سے پہلی تصنیف ہو۔ علامہ یوسف نورانیؒ نے، معارف السنن میں متعدد تصنیفات کا ذکر کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ ابوالفرج دارمی شافعیؒ نے صرف ”مسائل متحیرہ“ کو ایک ضخیم جلد میں جمع فرمایا ہے، بلکہ امام نوویؒ نے ”مجموع شرح مہذب“ میں تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل بحث کی ہے، اسی طرح علامہ ابن نجیمؒ نے بھی ”البحر الرائق“ میں اس موضوع پر قدرے ربط کے ساتھ جزئیات و فروعات جمع کیے ہیں۔

لیکن ان تمام کے باوجود صاحب ”امانی الاحباب“ حضرت

مولانا یوسف صاحبؒ کے مطابق ان احکام کی وجہ یہ گئی کہ تو کما حقہ سلجھ سکیں، اور نہ مشکلات حل ہو سکے، حتیٰ کہ حضرت امام نوویؒ اور صاحبؒ، بحر الرائقؒ نے اپنے زمانہ میں ان احکام سے قلبِ علم اور شیوہٴ جہل کا رونا رو پایا ہے کہ جس قدر علماء کو اس زمانہ میں ان مسائل کی طرف التفات کرنا چاہیے وہ نہیں کر سکے، تو جب ان مسائل سے متعلق ان حضرات اکابر کا یہ نگاہ ہے، تو ان مسائل سے ہم مفسدین و جہلین کا کتنا تعلق ہے، دو روزہ روشن کی طرح عیاں ہے۔

اسی لیے جب بندہ جامدہ مظہر سعادت بانسوٹ کے زمانہ تدیس میں ہدایہ پڑھتا ہوئے کئی بار ”مسئلہ طہر متخلل“ پر پوچھا، تو اخراج صدر کے بغیر گذر گیا، لیکن خداوند قدوس کے فضل و کرم سے ایک مرتبہ اپنی یادداشت کے لیے اس سے متعلق کچھ ضروری باتیں تحریر کر لی تھیں پھر اس پر نظر ڈالی کہ بتا رہی تھی کہ یہ چند اوراق آپ کے سامنے ہیں، جن میں صرف ”مسئلہ طہر متخلل“ کی تصویر مع اختلاف سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، یہ کوشش کہاں تک کامیاب ہے اس کا فیصلہ قارئین پر موقوف ہے، خداوند قدوس سے دعا ہے کہ اس مختصر اور ادنیٰ سی کوشش کو بار آور دینا کراہتی رضا کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد فاروق عفی عنہ

دارالاحسان بارڈولی سورت گجرات



پیش لفظ

مسئلہ ”ظہر متخلل“ کا یہ رسالہ اگرچہ جامعہ دارالاحسان کی چہارم دیوباری سے باہر میدانِ تجربہ میں نہیں اترا، تاہم اس جامعہ کے مؤقر استاذ مولانا مفتی یاسین صاحب بارڈولی نے کئی سالوں سے شرح و قایہ پڑھاتے وقت بچوں کو نہ یہ کہ صرف اس کی فوٹو کاپی دی، بلکہ ابتداء تا انتہاء یاد کروایا، اور بچوں نے بھی بڑے شوق سے یاد کیا، اور فائدہ کا احساس کیا۔

چونکہ ”مسئلہ ظہر متخلل“ اپنے مختلف فیہ مذاہب کی وجہ سے جہاں پر پہنچا اور دشوار ہے، وہیں قارئین و طالبین کی قلبِ رغبت، کثرتِ غفلت کی وجہ سے حفظ و اتقان سے محروم بھی ہے، ہماری کتبِ تھیہ جو داخلِ نصاب ہیں، ان میں شرح و قایہ صرف ایسی کتاب ہے، جس میں اس مسئلہ کی قدر سے تفصیل ہے، لیکن یہاں بھی اس مسئلہ کے مقسم اور اس کی قسم پر کوئی بحث نہیں ہے اور اس کتاب کے علاوہ کتز، قدری، ہدایہ وغیرہ کتابوں میں تو صرف اس مسئلہ کا عنوان ہے اور ذر یا قذر کوز و کا مصداق ہے، الحمد للہ اس رسالہ میں اس مسئلہ کے مقسم، قسم اور بنیادی امور کی طرف رہنمائی موجود ہے، اگر کوئی عقلی یا طبع اور ہر شاغل سے قلب و ذہن کو فارغ کر کے اس کا مطالعہ کرے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے امید ہے کہ اسے فائدہ ہوگا، اور اس مسئلہ کی فہم سے قریب تر ہو جائے گا۔ بندہ خداوند قدس سے بد لاجت دعاء گو ہے کہ وہ اسے نافع بنا کر سعادتِ ابدیہ کا ذریعہ بنائے اور ہر پڑھنے اور نظر عنایت کرنے والے کو جزا جزیل نصیب فرمائے۔ آمین۔

محمد فاروق قاسمی درہنگوی

جامعہ دارالاحسان، مکی مسجد، بارڈولی، سورت، گجرات

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

الحمد لله الذي اعز العلم في الأعصار، و اعلى حربه في
الأعصار، والصلاة والسلام على رسوله المختص بهذا الفضل
العظيم وعلى آله الذين فازوا منه بحفظ حسيم۔

اما بعد!

اس رسالہ کا اصل مقصد ”مسئلہ طہر متخلل“ کی تسہیل و تحلیل
ہے، تاہم مقصد سے قریب کرنے کے لیے حیض کی حقیقت، سبب اور
حیض و استحاضہ کا فرق وغیرہ ضروری امور کی توضیح کی جا رہی ہے تاکہ
اصل موضوع کی حقیقت اور اس سے متعلق کچھ اہم باتیں سامنے ہوں۔

حیض کی لغوی و شرعی حقیقت

لغوی حقیقت: ”مبسوط“ میں حضرت علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:-

حیض: لغت میں دم خارج کو کہتے ہیں، اہل عرب ”حاضبت الأرنب“
اور ”حاضبت السفرة“ اس وقت بولتے ہیں، جب کہ سرور یعنی بول
کے درخت اور خرگوش سے خون کے مانند کوئی چیز نکلے۔ (مبسوط سرخسی،
ص ۱۶۲، ج ۳، مکتبہ باز) یہی قول علامہ اتسرازی، اکمل الدین
بابرتی، مفتاحی اور تاج الشریعہ کا ہے۔ (نہایت، ص ۶۳۶، ج ۱۰)

تاہم علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ حیض کا لغوی معنی ”دم خارج“ کو قرار دینا صحیح نہیں ہے، بلکہ حیض لغت میں مطلق ”سیلان“ (بہنا) کو کہتے ہیں، خواہ دم ہو یا پانی ہو یا ان دونوں کے علاوہ کوئی اور چیز ہو۔ چنانچہ اہل عرب ”حاض الوادی“ تب بولتے ہیں، جبکہ وادی بنے لگے، اسی لیے وہ گڑھا جہاں پانی جمع ہوتا ہے، اس کو عربی میں ”حوض“ کہتے ہیں، قال العینی فی البیانا: قلت: لیس كذلك بل الحيض فی اللغة عبارة عن السيلان، سواء كان دما او ماء او نحوهما۔۔۔ وقال الازهری ومنه قيل للحوض حوض، لان الماء يفيض اليه ای سیل ادا۔ (بناہ، ص ۶۲۰، ۶۲۱)

شرعی حقیقت:- صاحب کنز علامہ نسفی تعریف فرماتے ہیں: هو دم ينفذه رحم امرأة سليمة عن داء وصفر۔ (مکر علی البحر، ص ۲۳۰)

اسی طرح علامہ یوسف بخاری معارف السنن میں فرماتے ہیں: (معارف السنن ص ۸۷، ۸۸ ج ۱) الحيض شرعاً: بأنه دم ينفذه رحم امرأة بالغة من غير داء۔

دونوں تعریف تقریباً متحد ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ حیض شریعت کی نظر میں اس خون کو کہتے ہیں، جسے بغیر کسی بیماری کے بالغہ عورت کا رحم پھینکے، چونکہ حیض کی یہ تعریف متون میں موجود ہے اور اس

کے فوائد و قیود سے بحث ہوتی ہی ہے، اس لیے یہاں وضاحت کی ضرورت نہیں۔

چوتھی تسمیہ:- جب حیض کا لغوی معنی ”بہنا“ ثابت ہو گیا، تو دم مخصوص کو لفظ حیض کے نام سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کہ وہ بھی اپنے وقت میں بہا کرتا ہے، جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: ومسمى حیضا لسبب لانه فی اوانه الخ۔ (شامی، ص ۱۱۱، ج ۱)

لفظ حیض کے مترادفات

علامہ یوسف بنوریؒ نے معارف السنن میں نقل کیا ہے کہ

لَفْظُ حَاضٍ حَاضٍ بِالْجِيمِ الْمَعْجَمِ وَحَاضٌ بِالْحَاءِ الْمَهْمَلَةِ وَالْحَاضُ الْمَهْمَلَةُ وَحَادٌ: بِالْحَاءِ الْمَهْمَلَةِ وَالْدَّاءِ الْمَهْمَلَةِ۔ یہ سب الفاظ مترادف ہیں، جو ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں۔

اسماء حیض

البحر الرائق، نہایہ، اور معارف السنن میں موجود ہے کہ حیض کے دس نام ہیں۔ الطمث، العراك، والضحك، والقراء، والاكبار، والاعصار، والفراك، والدراس، والطمس، والنفاس۔ ان دس اسماء کے ساتھ جب لفظ حیض کو ملا دیا جائے، تو کُل

گیارہ ہو جاتے ہیں، البتہ ان میں اول الذکر چھ اسماء زیادہ مشہور ہیں۔ جب صاحب "بحر الرائق" نے مذکورہ اسماء میں سے القراء کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن بعض علماء سے الطحا کا اضافہ کیا ہے، جیسا کہ حوالہ سابقہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

لفظ حائض کا استعمال

صفت حیض سے متصف عورت کو "حائض" بغیر الاء اور "حائضۃ" بالاء دونوں طریقہ سے بولا جاسکتا ہے، جیسا کہ علامہ جوہری نے علامہ فراءؒ سے "تاء" کے ساتھ "حائضۃ" کا لفظ بھی استعمال کرتے ہوئے نقل کیا ہے، لیکن لفظ فصیح "بغیر الاء" "حائض" ہے، جیسا کہ "معارف السنن" میں ہے۔ (معارف السنن، ص ۴۰۸، ج ۱) اور "البحر الرائق" میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ "حائض" مؤنث کی صفت خاصہ ہے، جس میں کوئی مذکر شریک نہیں، لہذا اعلا مہ تانیث کی کوئی ضرورت نہیں ہے، برخلاف لفظ قاضیۃ و مسلمۃ کے کہ اس صفت میں مرد و زن دونوں شریک ہیں، لہذا تاء تانیث سے امتیاز کی ضرورت ہے۔ (البحر الرائق، ص ۲۰۳، ج ۱، ذکر کیا)

ابتداء حیض کب اور کیسے ہوئی

اس عالم مثالی میں سب سے پہلے کس خاتون کو حیض آیا؟ اور کیوں؟ تو اس سلسلہ میں روایتیں مختلف ہیں، حضرت امام بخاریؒ نے بعض حضرات سے تعلیقاً روایت نقل فرمائی ہے کہ سب سے پہلے حیض کا آغاز بنی اسرائیل کی عورتوں سے ہوا، قال بعضهم: كان اول ما أرسل الحيض على بني اسرائيل. (بخاری علی فتح الباری، ص ۴۹۹، ج ۱)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کا اشارہ اس روایت کی طرف ہے کہ جس کی تخریج مصنف ابن عبدالرزاق نے عبداللہ بن مسعودؓ سے صحیح سند کے ساتھ کی ہے کہ:۔۔ جب بنی اسرائیل کے مرد وزن اجتماعی شکل میں نماز ادا کرتے تھے، تو عورتیں مردوں کی طرف نظر اٹھا اٹھا کر دیکھا کرتی تھیں، اس فعل شنیع پر خداوند قدوس نے عتاب کرتے ہوئے انھیں حیض سے دوچار کر دیا اور دخول مسجد سے منع کر دیا۔ (فتح الباری، ص ۵۰۰، ج ۱)

البتہ امام حاکم اور ابن المذر نے حضرت ابن عباسؓ سے صحیح سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے حیض کی ابتداء حضرت حواء

علیہا السلام سے اس وقت ہوئی، جب کہ حضرت حواء علیہا السلام شجرۃ ممنوعہ کے تناول کا ارتکاب کیا، تو خداوند قدوس نے جنت سے باہر آسمان سے نیچے اتار دیا، اور انھیں جہنم حیض کر دیا۔ پھر یہ حیض ان کی بچیوں میں باقی رہا۔ کذا فی الحوالۃ السابقة والبنایۃ۔

علامہ بدر الدین عینیؒ نے فرمایا کہ یہی دوسرا قول رائج اور قابل اعتماد ہے، اس لیے کہ امام طبرہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول ”وامرؤۃ قائمة فضحکت“ میں ضحکت کی تفسیر حاضت سے نقل کی ہے، (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھیں، تو ان کو حیض آگیا) اور یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سے متعلق ہے، جو زمانہ بنی اسرائیل سے بہت پہلے کا ہے، جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل سے پہلے کی عورتوں کو حیض آتا تھا اور اس کا وجود تھا، لہذا یہ کہنا کہ حیض کا آغاز بنی اسرائیل کی عورتوں سے ہوا، قابل نظر ہے۔ کذا فی البنایۃ۔ (البنایۃ، ص ۶۲۱، ج ۱)

سن ابتداء حیض

ابتداء حیض کی مدت اور اس کی انتہاء مدت کے سلسلہ میں علماء کے متعدد اقوال ہیں، چنانچہ بچی کی وہ عمر جس کی وجہ سے اس پر یلوغ کا

حکم جاری کیا جائے اور اسے شریعت کی مکلف سمجھا جائے، اس میں علماء کے چار اقوال ہیں۔

- (۱) پہلا قول: یہ ہے کہ بلوغ کی ادنیٰ مدت چھ (۶) سال ہے،
- (۲) دوسرا قول: یہ ہے کہ سات (۷) سال ہے۔
- (۳) تیسرا قول: محمد بن مقاتلؒ کا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ادنیٰ مدت بلوغ نو (۹) سال ہے۔

(۴) چوتھا قول: ابوعلی الدقاقؒ کا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ بارہ (۱۲) سال ہے۔ کذا فی فتح القدير والبنایة.

ان اقوال مختلفہ میں سے امام ابن مقاتل کے نو سال کا قول مقبلاً بہ اور قابل اعتماد ہے۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ وبہ اخذ اکثر المشائخ وهو قول الشافعی وأحمد۔ (البنایة، ص ۶۲۲، ج ۱)
 علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں: وأقله فی المختار تسع وعليه الفتوى. (شامی، دارالکتاب، ص ۴۱۲، ج ۱)

اور اس کی وجہ علامہ شمس الدین بن قدامہ الحنبلیؒ اپنی کتاب "الشرح الكبير على المقنع" میں فرماتے ہیں: کہ بلوغ کا مرجع ومدار خارجی وجود پر ہے اور کوئی ایسی عورت نہیں پائی گئی،

جیسے نو سال سے کم عمر میں عارضہ حیض آگیا ہو، نیز خداوند قدوس نے دم حیض کی تخلیق تربیت اولاد کی حکمت کے پیش نظر فرمائی ہے اور نو سال سے کم عمر کی بچی حمل کی صلاحیت نہیں رکھتی کہ اس میں تربیت اولاد کی حکمت پائی جائے، لہذا اس عمر کی بچی جب اس حکمت خداوندی کی متحمل نہیں ہے، تو حیض کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ (الشرح الكبير مع المغنی،

ص ۳۵۲، ج ۱)

مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوا کہ بلوغ کی کم از کم عمر نو سال ہے، لہذا جب اس عمر کی بچی دم آنے کا دعویٰ کرے، تو وہ معتبر ہوگا اور اس پر بلوغ کا حکم جاری کر دیا جائے گا۔ اور اس سے کم عمر کی بچی اگر دم دیکھ لے، تو وہ دم استخاضہ شمار ہوگا اور اس پر بلوغ کا حکم جاری نہیں کیا جائے گا۔

سن انتہاء حیض

علامہ علاء الدین الحصکفیؒ فرماتے ہیں: کہ سن ایاس یعنی انتہاء حیض کی مدت کی کوئی تحدید نہیں ہے، بلکہ عورت اپنی عمر کی ایسی حد کو پہنچ جائے، جس میں انقطاع حیض ہو جائے، وہی اس کی انتہاء حیض کی عمر ہے، اور سن ایاس ہے۔

البتہ بعض علماء نے پچاس سال کے ساتھ متعین کیا ہے کہ اگر کوئی عورت اس عمر کو پہنچ جائے، تو وہ سن ایاس کو پہنچ جائے گی۔ شرح کبیر میں ہے۔ وهذا قول اسحاق۔ یعنی یہی قول اسحاق کا ہے۔

دلیل اس قول کی یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب عورت اپنی پچاس سال کی عمر کو پہنچ گئی، تو جد حیض سے نکل گئی۔ نیز آپؐ نے ہی فرمایا کہ پچاس سال کے بعد عورت ہرگز حاملہ نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ابن قدامہؒ شرح کبیر میں فرماتے ہیں کہ: لأن عائشة قالت: اذا بلغت خمسين سنة خرجت من حد الحيض. وروى عنها أنها قالت: لن ترى المرأة في بطنها ولدا بعد الخمسين۔ (الشرح الكبير مع المغني، ص ۳۵۲، ج ۱)

بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ انجی عورتوں کی سن ایاس کے لیے پچاس سال ہے، اور عربی عورتوں کے لیے ساٹھ سال۔ اس لیے کہ عربی عورتیں دوسری عورتوں کے مقابلہ میں فطری طور سے زائد مضبوط ہوتی ہیں۔ اہل مدینہ اسی کے قائل ہیں: كما في الحوالة السابقة.

علامہ ترمذیؒ نے باب العدة (الدر المختار مع الشامی، ص ۱۹۵، ج ۵) میں بچپن سال کے ساتھ تحدید فرمائی ہے، اور اسی کو

قول جمہور اور مفتی بہ قول قرار دیا ہے۔ حضرت علامہ شامی، صاحب "بحر الرائق" سے نقل فرماتے ہیں کہ یہی قول مشائخ بخاری اور خوارزم کا ہے۔ اور حضرت قاضی خان وغیرہ نے اسی کو مفتی بہ قرار دیا ہے۔
(شامی، ص ۳۶، ج ۱)

علامہ بدر الدین اس قول کے متعلق فرماتے ہیں:

وعند الأكثرين خمس وخمسون سنة، والفتوى
في زماننا عليه، وهو قول عائشة وسفيان الثوري وابن
المبارك ومحمد بن مقاتل الرازي وبه أخذ نصر بن
يحيى وأبو الليث السمرقندي. (البنية، ص ۶۲۶، ج ۱)

اکثر علماء کے نزدیک مدت ایس پچھن سال ہے، ہمارے زمانہ
میں اسی پر فتویٰ ہے، یہی حضرت عائشہؓ، سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ، محمد
بن مقاتلؒ کا قول ہے، اسی کو نصر بن یحییٰؒ اور ابو الیث سمرقندیؒ نے اختیار
کیا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ سن ایس یعنی انتہاء حیض کی
مدت کے سلسلہ میں پچھن سال کا قول قابل ترجیح ہے، خواہ عورت عجمی
ہو، یا عربی۔ واللہ اعلم تعالیٰ بالصواب۔

حیض اور استحاضہ کا لغوی فرق

علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں: کلفظ استحاضۃ، لفظ حیض "اسی سے ماخوذ ہے، البتہ "س، تاء" کی زیادتی مبالغہ کے لیے ہے۔ جیسے "قر فی المكان" کسی جگہ قیام پذیر ہونے کے لیے بولا جاتا ہے، مگر اس میں جب مبالغہ مقصود ہو، تو "استقر فی المكان" کا استعمال کیا جاتا ہے، یعنی وہ فلاں جگہ خوب جم کر قیام پذیر ہوا، اسی طرح اہل عرب "اعشب المكان" (جگہ کا سبز گھاس والی ہونا) بولتے ہیں، اور اس میں جب مبالغہ مقصود ہوتا ہے، تو اعشوشب المكان (یعنی جگہ کا خوب سرسبز و شاداب ہونا) بولتے ہیں۔ اسی طرح "لفظ استحاضہ" ہے، جس کے معنی ہے، "خون کا بہتے رہنا" کذا فی اماسی الاحبار لشرح شرح معانی الآثار۔ (اماسی الاحبار، ص ۷۴، ج ۲)

البتہ علامہ بدر الدین عینیؒ بنایہ شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ: "سین، تاء" تحول یعنی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کے لیے ہے۔ جیسے: استحجر الطین۔ یعنی مٹی پتھر بن گئی، اور چونکہ اس طرح کا خون عادت طبعیہ حیض سے دوسری طرف منتقل ہو چکا ہے، اس لیے اس کو استحاضہ کہتے ہیں۔ (ہدایہ، ص ۶۲۳، ج ۱)

لفظ حیض کے معروف اور لفظ استحاضہ کے مجہول

استعمال کی وجہ

”أوجز المسالك“ میں علامہ عینیؒ سے یہ اشکال نقل کیا گیا ہے کہ لفظ حیض کا استعمال ہمیشہ معروف صیغہ سے ہوتا ہے، کہا جاتا ہے، حاضت، حاضن، حائض، وغیرہ جب کہ استحاضہ کا استعمال صیغہ مجہول کے ساتھ ہوتا ہے، کہا جاتا ہے، استحیضت، مستحاضہ وغیرہ، تو اس کی وجہ کیا ہے؟

اس کا جواب علامہ عینیؒ نے یہ دیا: کہ چونکہ حیض معروف و مقادوم کا نام ہے، اس لیے اس کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے، اور اس کے لیے صیغہ معروف استعمال کیا گیا ہے، لیکن استحاضہ نادر و غیر معروف خون کا نام ہے، جس کے پیش آ جانے سے نماز، طہارت وغیرہ میں تلبیسات شیطانی ہو جاتی ہے، اس لیے اس کی نسبت شیطان کی طرف کر کے ”استحیضت“ کہا گیا ہے، گویا کہ یہ خون عورت کے طبی تقاضہ سے نہیں آیا ہے، بلکہ لایا گیا ہے، اور اس پر لحن کریم ﷺ کا مستحاضہ کے سلسلہ میں فرمان۔ ”انہا ركضة من الشيطان“ دال ہے۔ (مسند احمد، ص ۳۶۴، ج ۱)

حیض و استحاضہ متحد الخرج ہیں یا مختلف

علامہ ہروئی اور علامہ جوہرئی ان دونوں کے درمیان حسب ذیل الفاظ سے فرق بیان کرتے ہیں۔

الحیض: جریان دم امرأة في اوقات معلومة
سرخیه قعر رحمها بعد بلوغها۔ حیض: اوقات معلومہ میں عورت کے ایسے خون کا جاری ہونا ہے، جس کو عورت کے بلوغ کے بعد اس کے باطن رحم نے پھینکا ہو۔

والاستحاضة: جريانه في غير اوانه يسيل من عرق في ادنى الرحم دون قعره۔ (امانی الاحبار، ص ۷۴، ج ۲) اور استحاضہ: بے وقت ایسے خون کا جاری ہونا ہے، جو رحمائی کے اگلے حصہ کے رگ سے بہتا ہو، نہ کہ باطن رحمائی سے۔

معلوم ہوا کہ دم حیض اور دم استحاضہ کے مخرج میں فرق ہے، دم حیض کا مخرج قعر رحم ہے اور دم استحاضہ کا مخرج ادنی الرحم ہے۔

لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ”مصفیٰ شرح موطا“ میں، دونوں مخرج کے درمیان کوئی فرق نہیں مانا، بلکہ فرماتے ہیں کہ دونوں کا مخرج ایک ہی ہے، فرق صرف اس اعتبار سے ہے کہ دم حیض معتاد اور طبعی طور پر خارج ہوتا ہے، جب کہ دم استحاضہ غیر معتاد غیر طبعی

طور پر فساد مزاج اور ظرو فب دم کے فساد کی وجہ سے خارج ہوتا ہے، اور یہی قول علامہ ایدان اور اطباء کا ہے۔ کذا فی (معارف السنن،

ص ۱۰۷، ج ۱)

اشکال:- لیکن اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے

استحاضہ کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا: "انما ذلک عرق ولیست

بالحیضة۔" (ترمذی، ص ۳۲، ج ۱ - ابوداؤد، ص ۳۸،

ج ۱) یعنی استحاضہ کا خون تو رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے۔ اس سے

صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے مخرج مختلف ہیں، کیونکہ حیض کا خون

رحمائی سے آتا ہے، جبکہ استحاضہ کا خون رگ پھٹ جانے سے آتا ہے۔

جواب:- اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں "انما ذلک

عرق" الخ ہے، وہ مختصر ہے، اور تفصیلی حدیث "مند احمد" میں ہے،

جس کے الفاظ یہ ہیں: "فانما ذلک رکضة من الشیطان او عرق

انقطع او داء عرض لہا۔" (معارف السنن، ص ۱۰۷، ج ۱)

یعنی بیچک یہ دم استحاضہ شیطان کی تحریک یا رگ کے پھٹ جانے سے یا

اس بیماری کی وجہ سے ہے، جو اس کو پیش آگئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ استحاضہ کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔

جن میں رگ کا پھٹ جانا بھی ہے، اس صورت میں جہاں داخل رحم میں

رگ کا پھٹ جانا ممکن ہے، وہیں رگ کا پھٹ جانا خارج رحم بھی ہو سکتا ہے، جس کی وجہ سے یہ کہنا بجا ہے کہ دم استحاضہ کا مخرج خارج رحم ہے اور یہی تاویل ہے فقہاء کے قول "مخرج دم الاستحاضة خارج الرحم" کی اور کبھی بیماری کی وجہ سے قعر رحم سے بھی یہ خون نکل سکتا ہے، جیسا کہ لفظ حدیث "او داء عرض لها" اس پر شاہد ہے اور یہی تاویل شاہ صاحبؒ اور اطباء کے قول کی کی جاسکتی ہے۔

لہذا فقہاء کا قول "عرق انقطع" کی تشریح ہے، اور اطباء وغیرہ کا قول "داء عرض لها" کی تشریح ہے، بات یہی: "ركضة من الشيطان" کی، تو اس کا تعلق دونوں سبب کے ساتھ ہے اور اس لفظ سے اس کا معنی حقیقی مراد نہیں، بلکہ تلبساتِ شیطانی سے کنایہ ہے کہ جب عورت مستحاضہ ہو جاتی ہے، تو وساوسِ شیطانی کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور طہارت و نماز وغیرہ کی ادائیگی عورت کے لیے مشکل ہو جاتی ہے، علامہ یوسف بخاریؒ معارف السنن میں فرماتے ہیں:

فَعَلِمَ أَنَّهُ رُبَّمَا يَكُونُ مِنْ انفجار العروق،
وربَّمَا يَكُونُ مِنْ اجل الداء والكل استحاضة و كلتا
الصورتين يكون ركضة من الشيطان، فان المراد منها
أنه وجد بذلك طريقا الى التلبس عليها في امر دينها

وطہرہا وصلاتہا، (معارف السنن، ص ۱۰۹، ج ۱)

استحاضہ اصطلاح شرع میں

اصطلاح شرع میں مختلف تعریض کی گئی ہے۔

علامہ بخاریؒ نے یہ تعریف فرماتے ہیں: "الاستحاضة:

اسم لما نقص عن اقل الحيض او زاد على اكثره" (درس ترمذی، ص ۳۵۹، ج ۱) یعنی استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں، جو حیض کے اقل مدت سے کم یا حیض کی اکثر مدت سے زائد ہو۔

لیکن یہ تعریف اپنی جامعیت کے اعتبار سے قابلِ نظر ہے، اس لیے کہ حالتِ حمل میں جو خون ظاہر ہو یا نفاس کی اکثر مدت کے بعد جو خون ظاہر ہو، اس کو بھی استحاضہ کہتے ہیں، اسی طرح اور بھی متعدد صورتوں میں ظاہر ہونے والے خون کو استحاضہ کہتے ہیں، لیکن تعریض مذکور ان تمام صورتوں کو شامل نہیں ہے۔

"التعليق الممجّد" میں علامہ عبدالحی فرنگی بھٹیؒ "مستحاضہ"

کی تعریف فرماتے ہیں:

المستحاضة التي ترى الدم اكثر من اكثر الحيض او

اكثر من النفاس او اقل من اقل الحيض. (التعليق الممجّد،

ص ۴۷۴، باب عدة المستحاضة)

یعنی ”استحاضہ“ اس عورت کو کہتے ہیں، جو اکثر مدت حیض دس دن سے زائد یا اکثر مدت نفاس ۴۰ دن سے زائد یا اقل مدت حیض سے کم خون دیکھے۔

لیکن اس تعریف پر بھی حالت حمل میں نکلنے والے خون سے اشکال ہوتا ہے کہ جو خون اس حالت میں نکلتا ہے، اس کو بھی ”استحاضہ“ کہتے ہیں، اور جس عورت سے یہ خون نکلے اس کو استحاضہ کہتے ہیں، لیکن تعریف مذکور اس کو شامل نہیں، نیز اور بھی متعدد صورتوں کو یہ تعریف شامل نہیں جیسا کہ تفصیل ذیل میں آ رہی ہے۔

اس لیے استحاضہ کی بے غبار تعریف وہ ہے، جو علامہ یوسف بنوریؒ نے ”معارف السنن“ میں فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: وفسروا الاستحاضة: بانہ دم یسبل من العاذل من امرأة لداء بها۔
(معارف السنن، ص ۴۰۸، ج ۱)

یعنی دم استحاضہ اس دم کو کہتے ہیں: جو عورت کی رگ سے کسی بیماری کی وجہ سے نکلتا ہو۔

یہ تعریف جہاں مؤید باللہ میث ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما ذلک عرق ولیست بالحيضة۔ (ترمذی، ص ۳۲، ج ۱) یعنی دم استحاضہ رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے۔ وہیں استحاضہ کی

تمام صورتوں کو شامل بھی ہے۔ اس لیے کہ خون اقل مدت حیض سے کم ہو یا اکثر مدت حیض یا اکثر نفاس یا سن یا اس بچپن سال کے بعد ہو یا حاملہ حمل میں خارج ہو، ان تمام صورتوں کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ یہ رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے۔ لہذا تعریف مذکور ان تمام صورتوں کو شامل ہوگی، جیسا کہ ان تمام صورتوں میں ظاہر ہونے والے خون پر علامہ علاء الدین حصکلی استخارہ کا حکم لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:-

(والناقص) عن اقل (و الزائد) علی اکثر، او اکثر النفاس او علی العادة و جاوز اکثرهما، (و متراہ) صغيرة دون تسع علی المعتمد، و ایسے علی ظاہر المذهب و حامل استحاضة. (الدر المختار مع الشامی، ۳۱۳، ج ۱)

مذکورہ تمبیدی کلمات کے بعد ”طہر متخلل“ کی توضیح کی جاتی ہے، انشاء اللہ ”طہر متخلل“ سے فراغت کے بعد مستحاضہ کے اقسام و احکام درج کیے جائیں گے۔

اللهم اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي،
ووزقني لما تحب ترضی، والصلاة والسلام علی رسولہ
المرتضى، وعلی آلہ وصحبہ الاتقیاء. آمین.



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامد او مصليا----- اما بعد

☆ حالت خون ☆

میسو طرخی (ص ۱۸۵، ج ۳، مکتبہ ناز) اور بدائع (ص ۱۱۶، ج ۱۰،

دارالکتب) میں موجود ہے کہ عورتوں کے خون آنے کی دو حالتیں ہیں:

(۱) استمرار متصل ----- (۲) استمرار منفصل

(۱) استمرار متصل: --- یہ ہے کہ خون قلسل کے ساتھ آ رہا ہو، ایسا

نہیں کہ ایک روز آیا اور دوسرے دن نہیں، بلکہ استمرار اور دوام کے ساتھ
 روز خون کا خروج ہوتا ہی رہتا ہو تو اس طریقہ سے جن عورتوں کو خون آتا
 ہو اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مبتدء (۲) معادہ (۳) متخیرہ۔

مبتدء: --- اگر عورت مبتدء ہو، یعنی پہلی ہی مرتبہ خون کا آغاز ہوا ہو،
 اور جاری رہ گیا ہو، تو ابتدائے خون سے دس روز تک حیض اور بیس روز
 طہر کے شمار ہوں گے۔ اور ہر ماہ یہی سلسلہ جاری رہے گا، یہاں تک کہ
 خداوند تعالیٰ اس بیماری سے نجات دیدے یا موت آ جائے۔

معادہ: --- اور اگر عورت کو پہلے سے خون آنے کی متعینہ دنوں تک

عادت تھی، پھر اس مرتبہ جب خون آیا تو آتا ہی رہ گیا، بند نہیں ہوا، تو اس قسم کی عورت کے لیے حکم یہ ہے کہ ہر ماہ عادت کے مطابق متعینہ ایام حیض، اور باقیہ استفاضہ شمار ہوں گے۔

متحیرہ: --- اور اگر عورت ایسی ہو کہ ہر ماہ عادت کے مطابق حیض آ رہا تھا تاہم اس مرتبہ جب خون آیا تو جاری ہی رہ گیا، اور سابقہ عادت مثلاً ہر ماہ پانچ روز یا چھ روز جو تھی، بھول گئی، تو ایسی عورت کے لیے ضروری ہے کہ تحری کرے، اور اگر اس طرح سے اپنے سابقہ ایام عادت یاد آ جائیں یا کسی جانب ظن غالب قائم ہو جائے، تو اس کے مطابق معادہ کی طرح عمل کرے، اور اگر کسی جانب ظن غالب قائم نہ ہو، شک باقی رہ جائے، تو اس میں تفصیل ہے جیسا کہ (البحر الرائق) میں موجود ہے۔

(۲) استمرار متفصل: --- اس کا مطلب یہ ہے کہ خون تسلسل کے ساتھ نہ آتا ہو، بلکہ کسی روز آتا ہو، کسی روز نہ آتا ہو، تو خون کی اس حالت کی تین صورتیں نکلتی ہیں۔

(۱) --- دونوں طرف کے خون کے درمیان، مدت طہر ۱۵ دنوں یا اس سے زائد ہو۔

(۲) --- " " " " " " ۳ دنوں سے کم ہو۔

(۳) --- " " " " ۳ دن یا اس سے زائد ہو،
خواہ دس دن سے بھی زائد کیوں نہ ہو، صرف شرط یہ ہے کہ ۱۵ دن سے کم
ہو، اب اس اجمال کے بعد ہر ایک صورت کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

منفصل کی پہلی صورت

اگر دونوں طرف کے دم کے درمیان مدت طہر ۱۵ دن یا اس
سے زائد ہو، تو ہمارے علماء احناف کے نزدیک بالاتفاق یہ مدت طہر
دونوں دم کے درمیان فاصلہ شمار ہوگی، اور اس مدت طہر کو دم متوالی شمار
نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ دو حیضوں کے درمیان طہر کی اقل مدت
۱۵ دن ہونی چاہیے، اور یہ مدت یہاں دو دموں کے درمیان موجود ہے،
اس لیے اس مدت طہر کو جس طرح دو مستقل حیضوں کے درمیان فاصلہ
شمار کیا جاتا ہے، اسی طرح دو دموں کے درمیان بھی فاصلہ شمار کیا جائے
گا۔ (حاشیہ شخص ص ۹۸)

البتہ دونوں طرف کے دم پر کیا حکم لگایا جائے؟ تو اس کی تین
صورتیں نکلتی ہیں۔

الف: --- اگر دونوں طرف کے دم میں سے ہر ایک اقل مدت حیض

[illegible]

J. Polym. Sci. Part A: Polym. Chem.

اگر دونوں طرف کے خون کے درمیان مدت طہر ۳ رونا سے کم ہو، تو یہ مدت طہر دونوں دموں کے درمیان بالالتحاق فاصلہ نہیں کہلائے گی، بلکہ یہ مدت طہر بھی دم متوالی کے حکم میں ہو کر حیض شمار ہوگی، خواہ :
(الف) --- مدت طہر دو دموں کے درمیان ۳ رونا سے کم ہو، اور
دونوں طرف کے دم کے مساوی ہو۔

خطا: و طوطو

(ب) --- مدت طہر دونوں دموں کے درمیان ۳۲ روز سے کم ہو، اور دونوں طرف کے دموں سے بھی مجموعہ کم ہو۔

مثال: در خط و

(ج) --- مدت طہر دو دنوں کے درمیان ۳ دن سے کم ہو اور دم

طرفین سے مجموعہ زائد ہو۔

مثلاً: د (ط ط) (ط ط) د

یعنی ایک دن دم، ڈھائی دن طہر، آدھا دن دم، تو ان تمام صورتوں میں دو دموں کے درمیان کی مدت طہر دم متوالی کے حکم میں ہوگی، (من حاشیہ کنز، بدائع، متخلص) یہ اس لیے کہ ۳ رتوں سے کم اگر دم کا ظہور ہو، تو اس کا حیض ہونے میں کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا، اسی طرح دو دموں کے درمیان ۳ رتوں سے کم طہر ہو، تو وہ بھی معتبر نہیں۔ (مستفاد من تبیین الحقائق)

منفصل کی تیسری صورت

مسئلہ طہر متخلل

اگر دو دموں کے درمیان مدت طہر ۳ رتوں یا اس سے زائد ہو، خواہ یہ مدت دس دن سے بھی زائد کیوں نہ ہو، صرف شرط یہ ہے کہ پندرہ دنوں سے کم ہو، (حاشیہ شرح وقایہ) تو اس صورت میں ہمارے اصحاب و مشائخ کے درمیان اختلاف ہے، اور ہماری درسی کتب فقہیہ میں صرف

اسی صورت پر بحث کی جاتی ہے، اور اسی کو "مسئلة الطہر المتخلل" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ چنانچہ اس صورت کے حکم میں بدائع، مبسوط اور مستخلص کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے چار روایتیں منقول ہیں۔

(۱) روایت امام ابی یوسفؒ عن ابی حنیفہؒ

(۲) // محمدؒ //

(۳) // عبداللہ بن مبارکؒ //

(۴) // حسن بن زیادؒ //

تاہم علامہ بدرالدین عینی کے مطابق ۵ روایتیں ہیں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں: وقد قلنا: ان الروایات عن ابی حنیفہ خمسۃ (یعنی شرح ہدایہ ص: ۶۵۷) اور وہ پانچویں روایت، روایت زفر بن ابی حنیفہؒ فرماتے ہیں، جبکہ صاحب مبسوط علامہ سرخسیؒ نے صراحت فرمائی ہے کہ عبداللہ بن مبارکؒ کی روایت ہی امام زفرؒ کا قول ہے۔ (مبسوط ج ۱ ص: ۱۵۶) اور یہی بات قرینہ قیاس بھی ہے۔ کیوں کہ علامہ بدرالدین عینیؒ نے امام زفر رحمہ اللہ کا جو قول نقل فرمایا ہے وہ یعنی علامہ ابن مبارکؒ کا ہے، صرف الفاظ اور تعبیر کا فرق ہے، جیسا کہ عینی شرح ہدایہ میں دیکھا جا

سکتا ہے، البتہ صاحب بحر الرائق نے مذکورہ گفتگو کے بعد روایت زفر اور روایت ابن المبارک میں قدر فرق کیا ہے، جیسا کہ فرماتے ہیں: ان المذكور فی المبسوط واكثر الكتب المشهورة ان قول زفر رواية ابن المبارك المتقدمة، ولم يذكر وانه رواية عن ابی حنیفة، والظاهر ان هذه الرواية لا تخالف رواية ابن المبارك، الا ان يقال ان هذه الرواية تفيد اشتراط وجود الدم فی طرفی العشرة ورواية ابن المبارك لا تفيد الا اشتراط وجود ثلاثة ايام دما ولو فی طرف واحد۔ (المحرر الرائق ص ۱۷۷/۱)

خلاصہ یہ کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے کل چار روایتیں منقول ہیں۔ البتہ امام محمدؒ کا مستقل مذہب بھی ہے، اور حضرت امام محمدؒ کے ضابطہ کے ذیل میں حضرت امام ابو یزید کبیرؒ اور حضرت امام ابو سہیل غزالیؒ کا قول بھی ظاہر ہوتا ہے، اس لیے کل سات اقوال ہو گئے، اب ہر ایک قول کی تفصیل ترتیب شرائط کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے۔

قول اول:- رواية ابی یوسف عن ابی حنیفةؒ

حضرت امام ابو یوسف، امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ

دو دوسوں کے درمیان طہر متخلل ۳ دن یا اس سے زائد ہو، البتہ ۱۵ دن سے کم ہو تو یہ طہر فاصل شمار نہیں ہوگا، بلکہ دم متوالی کے حکم میں ہو کر جتنے دن حیض بن سکتے ہوں، حیض بن جائیں گے، اور مابقیہ استحاضہ شمار ہوں گے، یہی روایت، امام ابو یوسفؒ کا مذہب اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول مرجوح الیہ ہے، جیسا کہ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں: "قبیل ہو اخر اقوالہ" لہذا اگر مبتدئہ نے ایک دن دم دیکھا، ۱۳ دن طہر، پھر ایک روز دم، تو اس صورت میں ایک سے دس دن تک حیض شمار ہوگا، مابقی استحاضہ، اور اس طریقہ پر دم دیکھنے والی عورت پر بلوغ کا حکم نافذ کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر مبتدئہ نے ایک روز دم، ۸ روز طہر، پھر ایک روز دم دیکھا، تو اس صورت میں پورے دس دن حیض شمار ہوں گے اور عورت پر بلوغ کا حکم ثابت ہو جائے گا۔ (یعنی شرح ہدایہ ج: ۱ ص: ۶۵۷)

دلیل: --- اس قول کی دلیل یہ ہے کہ دو حیضوں کے درمیان طہر کی مدت کم از کم پندرہ دن ہونی چاہیئے، اس سے اگر کم ہو تو وہ طہر دو حیضوں کے درمیان فاصل نہیں بنتا، تو اسی طرح دو دوسوں کے درمیان ۱۵ دنوں سے کم مدت فاصل نہیں بنے گی، (مبسوط نسبی ج: ۱ ص: ۱۵۵) چوں کہ اس قول میں زائد شرط و قیود نہ ہونے کی وجہ سے مستفتی و مفتی کے لیے

آسان ہے، اس لیے بہت سارے مشائخ نے اسی قول پر فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ محیط، سراجیہ اور ظہیریہ وغیرہ میں موجود ہے، برخلاف دیگر اقوال کہ اس میں کچھ ایسے شروط و قیود موجود ہیں، جن کا انضباط مستفتی و مفتی کے لیے مشکل ہے، جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یسرورا ولا تعسروا“ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ”ما حیر بین الامرین الاختار ایسرهما“ لہذا ان وجوہ سے روایت ابی یوسف کو مفتی بہ قرار دیا گیا ہے، (حاشیہ شرح وقایہ) البتہ اس روایت کے مطابق حیض کا آغاز و انتہاء دونوں طہر سے ہو سکتے ہیں، جس کی تفصیل انشاء اللہ دوسری روایت میں کی جائے گی۔

قول ثانی:- روایۃ محمد بن ابی حنیفہؒ

حضرت امام محمدؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ اگر مدت طہر دو دھوؤں کے درمیان ۳ دن یا اس سے زائد ہو، اور مدت حیض دس دنوں کے اندر اندر دم نے طہر کا احاطہ کر لیا ہو، تو دو طہر فاصل نہیں، بلکہ دم متوالی کے حکم میں ہو کر حیض ہی شمار ہوگا، اس روایت کے مطابق احاطہ دم کے لیے مدت حیض کے اندر ہونا شرط ہوگا، خواہ

[illegible]

مکمل: --- و ط ط ط ط ط ط و

دلیل : --- اس قول کی وجہ یہ ہے کہ دم کا پوری مدت حیض کو استیعاب کرنا بالا جماع شرط نہیں تو مدت حیض کے اندر اول اور آخر میں ہونا معتبر ہوگا، تاکہ دونوں طرف کا دم درمیان کے طہر کو اپناتا لیجئے ہوا کر دم کے حکم میں کر لے، جیسا کہ نصاب زکوٰۃ میں سال کے اندر اندر ابتداء اور انتہاء پر نصاب شرط ہے، پورے سال نصاب کا باقی رہنا ضروری نہیں۔ چنانچہ اس روایت کے مطابق اگر دم نے مدت حیض یعنی دس دنوں میں طہر کا احاطہ نہ کیا ہو، بلکہ دس دنوں سے متجاوز ہو گیا ہو، مثلاً: ایک روز دم، ۹ روز طہر، پھر ایک روز دم دیکھا، حکم دس دنوں کا ہوگا ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ۱۱ تو اس صورت میں طہر متخلل بین الدمین فاصل ہوگا اور دم متوالی

حکذا: --- و ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط ط = ۱۳

(ج) ---- دم طرفین میں سے کوئی ایک بھی حیض بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو کوئی بھی حیض نہیں شمار ہوگا، بلکہ استحاضہ شمار کیا جائے گا، جیسے:
اردن دم، ۹ اردن طہر، پھر اردن دم۔

كذلك : --- ، كككككككككككك = الـ

مذکورہ بالا دونوں روایتوں کا فرق

صاحب غنائہ علامہ اکمل الدین بابریؒ (غنائہ، ص ۱۷۶، ق ۱۷۱)

میں فرماتے ہیں کہ بالاتفاق دونوں روایتوں میں طہر کے دونوں طرف خون کا احاطہ کرنا شرط ہے، جیسا کہ مذکورہ تمام مثالوں سے واضح ہے، لیکن روایت محمدؐ کے مطابق مدت حیض دس دن کے اندر احاطہ دم شرط ہے، خواہ پورے دس دن کا احاطہ کر لے یا اس سے کم کا، لہذا اس شرط کی وجہ سے حیض کا نہ تو آغاز طہر سے ہو سکتا ہے اور نہ اس کا اختتام، اس

لیے کہ طہر حیض کی ضد ہے اور آغاز شمی جس طرح ضد سے نہیں ہوتا، اسی طرح اختتام بھی نہیں ہوتا، البتہ روایت امام ابی یوسف کے مطابق مطلقاً طہر کے دونوں طرف دم کا ہونا شرط ہے، مدت حیض کے اندر اندر شرط نہیں ہے تو اس روایت کے مطابق حیض کا آغاز و اختتام دونوں ہی طہر سے ہو سکتے ہیں، لہذا طہر سے ابتداء اور اختتام ہونے کی کل تین صورتیں نکلتی ہیں۔

(الف) — ابتداء اور اختتام دونوں طہر سے ہو۔

(ب) — صرف ابتداء، طہر سے ہو اختتام نہ ہو۔

(ج) — صرف اختتام طہر پر ہو، ابتداء نہ ہو۔

جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری البحر الرائق (م/۴۱۶)

ج/۱) میں فرماتے ہیں: و من اصل ابی یوسف انه یجوز بدایۃ الحیض یا الطہر و اختتامہ بہ، بشرط ان یکون قبلہ و بعدہ دم، و یجعل الطہر باحاطۃ الدمی بہ حیضاً وان کان قبلہ دم ولم یکن بعدہ دم، یجوز بدایۃ الحیض یا الطہر ولا یجوز ختمہ بہ، و علی عکسہ بان کان بعدہ دم ولم یکن قبلہ دم یجوز ختم الحیض بالطہر ولا یجوز بدایۃ بہ۔ فق

میں ہو کر حیض شمار ہوگا۔

دلیل: --- اس کی وجہ یہ ہے کہ حیض کا کم از کم ۳ ر دن ہونا ضروری ہے، تو جب دم محیط ۳ ر دن کی مقدار کو پہنچ جائے تو یہ دم، حیض ہونے کے سلسلے میں قوی اور مضبوط ہو جائے گا، اور درمیان کے طہر کو اپنا تابع بنا لے گا، اور جب دم کی مقدار یہ نہ ہو سکی، تو خود وہ حیض ہونے کے سلسلے میں ضعیف اور کمزور ہوگا، اور جو کمزور ہو، دوسرے کو تابع بنا کر حیض کے حکم میں کیسے کرے گا؟ اس لیے ضروری ہے کہ دونوں دم کا مجموعہ اقل نصاب حیض کو پہنچ جائے۔ (بسوط منہی، ج ۱/ ص ۱۵۶)

لیکن اس روایت کے مطابق اگر دم محیط اقل نصاب حیض کو پہنچ نہ سکے، تو طہر متخلل فاصل بین الدین ہوگا اور دونوں طرف کے خون پر کسی تین حکموں میں سے ایک حکم لگایا جائے گا۔

الف: --- اگر دونوں طرف کے دم میں سے ہر ایک حیض بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، مثلاً: ایسی عورت جسے ہر ماہ پہلی تاریخ سے ۱۰ ماہ تاریخ تک دم آنے کی عادت تھی، مگر اس مرتبہ دو روز قبل آنا شروع ہو گیا، اور پہلی تاریخ تک دم آیا، پھر ایام عادت کے آٹھ روز تک پاک رہی، پھر دسویں گیارہویں، بارہویں کو دم دیکھا،

حکذا: --- دود ط ط ط ط ط ط ط ط دود۔

تو اس صورت میں ایام حیض دس دنوں کو احاطہ کرنے والے دم کا مجموعہ صرف دودن ہیں اور یہ مجموعہ اقل نصاب حیض "تین دن" کو نہیں پہنچ رہا ہے، لہذا طہر متخلل فاصل ہو گا اور صرف اول کے ۳ ردن حیض شمار ہوں گے، اور دوسرا دم استحاضہ شمار ہوگا، کیوں کہ دو حیضوں کے درمیان اقل مدت طہر چھ دن ہونا چاہیے، اور یہاں صرف آٹھ دن ہیں، لہذا پہلے دم کا مجموعہ مقدم ہونے کی وجہ سے حیض قرار دیا جائے گا اور دوسرا استحاضہ۔ (حاشیہ مشکوٰۃ، ج ۱/ ص ۹۹) (حکذا فی البدائع، ص ۱۶۲، ج ۱)

ب: --- اور اگر دونوں طرف کے دم میں سے کوئی بھی حیض نہ بن سکتا ہو، تو کوئی حیض شمار نہیں ہوگا، بلکہ دونوں دم استحاضہ شمار ہوں گے۔ (بدائع الصنائع) حکذا: --- دود ط ط ط ط ط ط ط ط دود،

رج: --- اور اگر دونوں میں سے صرف کوئی ایک حیض بن سکتا ہو، تو اسی کو حیض شمار کیا جائے گا، اور دوسرے کو استحاضہ، مثلاً: ایسی عورت جسے ہر ماہ کی پہلی تاریخ سے ۱۰ تاریخ تک دم آنے کی عادت تھی، مگر اس مرتبہ عادت سے دور روز قبل اور پہلی تاریخ کو دم دیکھا، پھر آٹھ روز پاک رہی، پھر صرف دسویں تاریخ کو دم آیا،

- ۱۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶۶ --- : ۱۶

یا اس کے برعکس تو اس صورت میں جو دم نصاب حیض ۳ مردن کو پہنچ رہا ہے وہی حیض شمار ہوگا۔

مذکورہ اقوال اٹلا شیکا خلاصہ

یہ تیسری روایت ایک شرط زائد (دونوں طرف کے خون کا مجموعہ، اقل نصاب حیض ۳ دن کو پہنچتا ہو) کی وجہ سے قول ثانی روایت محمد کے مقابلہ میں اخیق اور انخص ہوگی، جیسا کہ روایت محمد، روایت ابو یوسف کے مقابلہ میں ایک شرط زائد (دم محیط طہر کے دونوں طرف مدت حیض ۱۰ اروز دنوں کے اندر ہو) کی وجہ سے انخص اور اخیق ہے، لہذا وہ تمام صورتیں جن میں روایت ابن مبارک کے مطابق طہر منقطع حیض کے حکم میں ہوگا، پہلی اور دوسری روایت کے مطابق بدرجہ اولیٰ ہوگا، مگر اس کا عکس ضروری نہیں۔

قول رابع :- مذہب محمدؐ

روایت محمدؐ عن ابی حنیفہؒ کے علاوہ حضرت امام محمدؒ کا ایک مستقل

جائے گا، البتہ مساوات کی صورت میں جانب دم کو احتیاطاً رائج قرار دیتے ہوئے پورے کو حیض کے حکم میں رکھا جائے گا۔

مذکورہ اقوال اربعہ میں فرق کا خلاصہ

(۱) اساطہ دم طہر کے دونوں طرف مدت حیض میں ہو۔

(۲) دونوں دموں کا مجموعہ نصاب حیض کو پہنچتا ہو۔

(۳) طہر متخلل دم محیط کے مساوی یا اقل ہو۔

روایت امام محمدؒ کے مطابق صرف پہلی شرط ضروری ہے۔

روایت ابن المبارکؒ " " " " پہلی دو شرطیں " " ہیں۔

مذہب امام محمدؒ " " " " مذکورہ تینوں شرطیں " " ہیں۔

روایت امام ابو یوسفؒ کے مطابق مذکورہ کوئی بھی شرط ضروری

نہیں، بلکہ صرف یہ ضروری ہے کہ دو دموں کے درمیان طہر کی مدت چند روز

دن یا اس سے زیادہ نہ ہو۔

مدت حیض میں دو مجموعہ طہر کا اجتماع

حضرت امام محمدؒ کے ضابطہ مذکورہ کے مطابق ایک صورت ایسی

بھی ہے، جس میں مشائخ کا اختلاف ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ:
 اگر مدت حیض دس دنوں کے اندر دو مجموعہ طہر جمع ہو جائیں اور
 ان دنوں میں سے طہر کا ایک مجموعہ دم طرفین کے مساوی ہونے کی وجہ
 سے دم متوالی کے حکم میں ہو رہا ہو، تاہم دونوں مجموعہ طہر دم طرفین سے
 زائد ہونے کی وجہ سے دم متوالی کے حکم میں شامل نہ ہوتا ہو، مگر مجموعہ اولیٰ
 کے دم حکمی معتبر قرار دئے جانے سے دوسرا مجموعہ طہر دم طرفین سے کم ہو
 جاتا ہو، مثلاً: مبتداءً نے دو روز دم ۳ روز طہر، ایک روز دم، پھر ۳ روز
 طہر، پھر ایک روز دم دیکھا۔

حکذا: --- دو ط ط ط دو ط ط ط دو ط ط ط ۱۰ ایام

تو اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ آیا کل دس ایام حیض
 شمار ہوں گے یا نہیں؟

قول ابو زید کبیرؒ

تو اس سلسلے میں ابو زید کبیرؒ فرماتے ہیں کہ دوسرا مجموعہ طہر اگرچہ
 دونوں طرف کے دم سے زائد ہے اور اس مجموعہ کے دونوں طرف کا دم
 اقل مدت حیض ۳ دن کو پہنچ نہیں رہا ہے، لہذا مذہب امام محمدؒ کے

مطابق شرط کے انقضاء کی وجہ سے اس طہر کو دم متوالی کے حکم میں نہیں رکھنا چاہیے، لیکن طہر کا مجموعہ اولیٰ جب دونوں طرف کے دم کے مساوی ہے اور دم طرفین اقل مدت حیض ۳ ردنوں کو پہنچ بھی رہا ہے، تو یہ مجموعہ طہر وجود شرط کی وجہ سے دم متوالی کے حکم میں ہوگا، اور ابتداء کے چھ دن حیض شمار ہوں گے اور اس کی وجہ سے دوسرا مجموعہ طہر بھی حیض شمار ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ گویا عورت نے مسلسل چھ دن دم دیکھا، پھر ۳ ردن طہر، پھر ایک دن دم دیکھا، تو اب دونوں طرف کے دم کی مقدار سات دن ہوگئی، اور طہر کا مجموعہ ثانیہ صرف ۳ ردن رہا، لہذا اضابطہ امام محمدؒ کے مطابق شرطیں پائی گئیں، اس لیے پورے دس دن حیض شمار ہوں گے، یہی قول ابوعلی دقاق کا ہے، اور اسی کو صاحب محیطؒ نے رائج قرار دیا ہے۔

(حاشیہ شرح وقایہ ج ۱/۱ ص ۱۵۹) (مسودہ نسخی ص ۱۵۹، ج ۱ ص ۱)

قول ابوسہیل غزالیؒ

تاہم حضرت امام ابوسہیل غزالیؒ شرائط اقوال مذکورہ کے ساتھ ساتھ طہر بین الدمین کے حیض ہونے کے لیے یہ بھی شرط لگاتے ہیں، کہ وہ طہر دونوں طرف کے دم حقیقی کے مساوی یا اقل ہو، لہذا اس شرط کے مطابق اگر طہر کے

کسی طرف دم حقیقی نہ ہو، بلکہ دم حکمی ہو، جیسا کہ مثال مذکورہ میں ہے، تو اس دم حکمی کا اعتبار نہیں ہوگا، لہذا ان کے نزدیک صورت مذکورہ میں صرف مجموعہ طہر اول کے چھ دن ایام حیض شمار ہوں گے، اس لیے کہ اس کے دونوں طرف دم حقیقی کی مقدار، اقل مدت حیض ۳ دن کو پہنچ رہی ہے اور طہر متخلل کے مساوی بھی ہے، برخلاف دوسرے مجموعہ طہر کے، کہ اس میں دونوں طرف کے دم حقیقی، اقل مدت حیض ۳ دن کو نہیں پہنچ رہا ہے اس لیے ان کو استثناء شمار کیا جائے گا۔ (سنن الترمذی علی شرح الوفا، ص ۱۱۱)

قول ثالث:- رواية حسن عن أبي حنيفة

قول خامس: --- حضرت امام حسن بن زیاد امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ سے روایت فرماتے ہیں: کہ طہر متخلل بین الدمین اگر ۳ دنوں سے کم ہو تو فاصل نہیں ہوگا، اور اگر دو دنوں کے درمیان طہر ۳ دن یا اس سے زائد ہو جائے، تو علی الاطلاق فاصل ہوگا، خواہ دونوں طرف کے دم مساوی ہو یا کم یا زائد، لہذا اس صورت میں طہر کے دونوں طرف کے دم پر حسب ذیل حکم میں سے کوئی ایک حکم لگایا جائے گا۔

الف: --- اگر طہر ۳ دن یا اس سے زائد ہو اور دونوں طرف کا دم

حیض بن سکتا ہو، تو اول کو سہقت کی وجہ سے حیض قرار دیا جائے گا اور دوسری طرف کا استحاضہ شمار ہوگا۔

مثلاً: دوطوط دود۔

پ: --- اگر پہلی طرف کا دم قائل حیض ہو، دوسرا قائل حیض نہ ہو، تو پہلی طرف کا ہی حیض شمار ہوگا۔ جیسے: دوطوط دود۔

ج: --- اور اگر صرف دوسری طرف کا دم قائل حیض ہو، پہلا نہ ہو، تو دوسری طرف کا ہی حیض شمار ہوگا۔ جیسے: دوطوط دود۔

(تیمین الحقائق، بدائع ہیوط) واللہ اعلم بالصواب۔

هذا ما جمعته بفضل الله تعالى وعونه بعد ما كان منتشراً

منتشراً في كتب الائمة الجهابذة الفقهية وقد بذلت جهودی

في تحلیله وتسهيله بقدر ما استطاع فان وجد أى خطأ او

نقص فهو منى لا من قبل الائمة، فانا جدير بالعتق والصفو۔

اخوكم في الدين محمد فاروق القاسمی الدر بنجوى۔

خادم جامعہ دار الاحسان، بارڈولی،

ضلع سورت، گجرات



”الامام الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ہاجۃ القزونی رحمہ اللہ“

کی مشہور زمانہ کتاب

”سنن ابن ماجہ شریف“

اپنی اہمیت و افادیت کے پیش نظر کسی تعارف کی محتاج نہیں، خصوصاً اس کا مقدمہ برصغیر کی تقریباً تمام ہی دینی درس گاہوں میں شامل نصاب ہے، پر اس کتاب کی افادیت کے دائرہ کو مزید وسیع تر کرنے کے لیے اسی رسالہ کے مؤلف ”مفتی فاروق صاحب قاضی دامت برکاتہم“ نے کتاب مذکور کے مقدمہ (۲۶۶ احادیث) کی کتب احادیث کی معتبر و متداول شروحات کے سہارے تقریباً تین سو (۳۰۰) صفحات میں، بزبان عربی ایک مفصل شرح ترتیب دی ہے، جو کمپوزنگ وغیرہ کے آخری مراحل سے گزر کر ان شاء اللہ من قریب بہ نام ”شعرۃ السعاده“ ہی شرح مقدمہ ابن ماجہ“ زیر طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آیا چاہتی ہے لہذا، ناشر آپ حضرات سے عرض کناں ہے، کہ یہ عافیت تمام مراحل طباعت کی تکمیل اور اس راہ کی تمام پریشانیوں اور رکاوٹوں سے حفاظت اور عند اللہ قبولیت کی دعا فرمائیں۔

جامعہ دارالاحسان، بارڈولی، نواپور، سوگندھ کی دیگر مطبوعات

نمبر	اساتے کتب	مؤلف	قیمت
۱	نکاح کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مفتی احمد صاحب خاٹپوری مدظلہ	۲۰
۲	حدیث کے اصلاحی مضامین	” ” ”	۳۰
۳	خطبات محمود (جلد دو جلدیں)	جناب مفتی محمود صاحب دہلوی کتب خانہ دارالاحسان، نواپور	۱۲۰
۴	فیوض مہدی کب۔؟ کہانہ کدھر کی طرح؟	جناب مفتی محمود صاحب بارڈولی	۵۰
۵	لحم السعاده مفتی شرح طبعہ ابن ماجہ	جناب مفتی فاروق صاحب درہنگوی	زیر طبع

طبع کا پتہ: جامعہ دارالاحسان، مکی مسجد، بارڈولی ضلع، گجرات / جامعہ دارالاحسان، نواپور، مہاراشٹر

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com